فتوی نمبر:AB042
تاریخ:28دسمبر2020

بسمِ اللہ نَحمَدُہٗ و نُصَلّی وَ نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُولِہِ الکَریم

دار الافتاء فیضان شریعت

الکریم گارڈن مارکیٹ، فیز1، نزد مناواں پولیس ٹریننگ سنٹر بالمقابل سوتر مل اسٹاپ لاہور، پاکستان
Gmail:azharmadani85@gmail.comContact: +923214061265

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ ایک جگہ مسجد کیلئے وقف کی گئی اور ابھی تک وہاں کوئی کام شروع نہیں ہوا، کیا وہاں مدرسہ بناسکتے ہیں؟ جبکہ واقف (جگہ وقف کرنے والے) کی طرف سے بھی اجازت ہے۔

سائل:سید علی حسین (گجرات، پاکستان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

پوچھی گئی صورت میں مسجد کیلئے وقف شدہ جگہ پر اگرچہ کوئی کام نہیں ہوا، تب بھی وہاں مدرسہ بنانا جائز نہیں کہ یہ تغییرِ وقف (وقف کو بدلنا ہے)، اور تغییرِ وقف جائز نہیں بلکہ وقف کو تو اپنی حالت پر باقی رکھنا واجب ہے نہ یہ کہ اس میں تبدیلی کر دی جائے۔ اور جب واقف نے جگہ مسجد کیلئے وقف کی تو وہ واقف کی ملکیت سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں چلی گئی اور اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں اس کی اجازت کے بغیر دوسرے کو کسی قسم کے تصرف کا اختیار نہیں کہ تصرف آدمی اپنی ملک میں کر سکتا ہے جبکہ وقف مالک حقیقی اللہ رب العزت کی خاص ملک ہے۔ اور واقف کا اب اجازت دینا بھی مفید نہیں کہ یہ ایسی وقف شدہ زمین کو دوبارہ وقف کرنا ہے جو اس واقف کی ملکیت میں ہے ہی نہیں، اور یہ بھی جائز نہیں۔

صحیح بخاری و مسلم میں عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من بنی مسجدللہ تعالیٰ بنی اللہ لہ بیتاًفی الجنۃ"۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ کے لیے مسجد بنائے گا، اللہ تعالیٰ اُسکے لیے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔

(صحیح بخاری: کتاب الصلاۃ، باب من بنی مسجدا، جلد1، صفحہ121، حدیث450، دار ابن کثیر: بیروت)

(صحیح مسلم: کتاب المساجد، باب فضل بناء المساجد، جلد1، صفحہ241، حدیث533، دار الکتب العلمیہ: بیروت)

محمد بن عبد الرحمن قرشی سے راویت: **"حبس عثمان بن عفان والزبیر بن العوام وطلحۃ بن عبیداللہ دورھم"**۔ یعنی حضرت عثمان بن عفان و زبیر بن عوام و طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے مکانات وقف کیے تھے۔

(کنز العمال: کتاب الوقف، قسم الافعال، جلد16، صفحہ634، الحدیث:46151، مؤسسۃ الرسالۃ: بیروت)

ابو معشر سے روایت: **"کان علی بن ابی طالب اشترط فی صدقتہ انھالذی الدین والفضل من اکابر ولدہ"**۔ یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے وقف میں یہ شرط کی تھی، کہ اُنکی اکابر اولاد سے جو دین دار اور صاحبِ فضل ہو، اُسکو دیا جائے۔

(کنزالعمال: کتاب الوقف قسم الافعال، جلد16، صفحہ 635، الحدیث:46152، مؤسسۃ الرسالۃ: بیروت)

صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وقف ایک صدقہ جاریہ ہے کہ واقف ہمیشہ اس کا ثواب پاتا رہے گا اور سب میں بہتر وہ وقف ہے جس کی مسلمانوں کو زیادہ ضرورت ہو اور جس کا زیادہ نفع ہو مثلاً کتابیں خرید کر کتب خانہ بنایا اور وقف کر دیا کہ ہمیشہ دین کی باتیں اسکے ذریعہ سے معلوم ہوتی رہیں گی۔ اور اگر وہاں مسجد نہ ہو اور اسکی ضرورت ہو تو مسجد بنوانا بہت ثواب کا کام ہے اور تعلیم علم دین کے لیے مدرسہ کی ضرورت ہو تو مدرسہ قائم کر دینا اور اسکی بقاء کے لیے جائداد وقف کرنا کہ ہمیشہ مسلمان اس سے فیض پاتے رہیں نہایت اعلیٰ درجہ کا نیک کام ہے۔

(بہار شریعت: وقف کا بیان، جلد2، حصہ 10، صفحہ 524، مکتبۃ المدینہ: کراچی)

ہدایہ شریف میں وقف تعریف اس طرح ہے: "الوقف ازالۃ الملک الی اللہ تعالٰی علٰی وجہ القربۃ"۔ حصول ثواب کیلئے چیز کو اپنی ملکیت سے خارج کر کے اللہ کی ملکیت میں کرنے کو وقف کہتے ہیں۔

(الھدایۃ: کتاب الوقف، جلد4، صفحہ 407، المکتبۃ البشریٰ: کراچی)

اور فتاوی ہندیہ میں ہے: "فھو فی الشرع حبس العین علی حکم ملک اللہ تعالیٰ علیٰ وجہ تعود منفعتہ الی العباد فیلزم ولا یباع ولا یوھب ولا یورث"۔ یعنی وقف کے یہ معنی ہیں کہ کسی شے کو اپنی ملک سے خارج کر کے خالص اللہ عزوجل کی ملک کر دینا اسطرح کہ اُسکا نفع بندگانِ خدا میں سے جس کو چاہے ملتا رہے۔ (لہذا وقف کو نہ باطل کر سکتا ہے) نہ اسکی بیع ہو سکتی ہے، نہ ہبہ ہو سکتا ہے، نہ اس میں میراث جاری ہو گی۔

(الفتاوی الھندیۃ: کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفۃ ورکنہ وسببہ...اِلخ، جلد2، صفحہ 357، دارالکتب العلمیہ: بیروت)

فتاوی ہندیہ میں ہے: "واما حکمہ زوال العین عن ملکہ الی اللہ تعالیٰ"۔ یعنی وقف کا حکم یہ ہے کہ شے موقوف (وقف کی گئی چیز) واقف کی ملک سے خارج ہو جاتی ہے (مگر موقوف علیہ یعنی جس پر وقف کی گئی اُسکی مِلک میں داخل نہیں ہوتی) بلکہ خالص اللہ تعالیٰ کی مِلک قرار پاتی ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ: کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفۃ ورکنہ وسببہ...اِلخ، جلد2، صفحہ 358، دارالکتب العلمیہ: بیروت)

فتاوی عالمگیری میں ہے: "منھا الملک وقت الوقف"۔ (یعنی وقف صحیح ہونے کیلئے) وقتِ وقف چیز کا ملکیت میں ہونا، شرط ہے۔

(فتاویٰ ہندیۃ کتاب الوقف باب الاول فی تعریف۔۔ الخ، جلد2، صفحہ 359، دارالکتب العلمیہ: بیروت)

علامہ علاء الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"**یزول ملکه عن المسجد بالفعل وبقوله جعلته مسجدا**"۔ یعنی بانی کی ملک مسجد سے دو طرح زائل ہوتی ہے، ایک یہ کہ زبان سے کہہ دے میں نے اسے مسجد کیا، دوسرے یہ کہ یہ نہ کہے، اور اس میں نماز کی اجازت بلا تحدید دے (اور اس میں نماز مثل مسجد ایک بار بھی ہو جائے تو اس سے بھی مسجد ہو جائے گی۔ معلوم ہوا کہ لفظ مسجد کہنا شرط نہیں۔)

(در مختار: کتاب الوقف، جلد6، صفحہ 545،544، دار عالم الکتب: ریاض)

امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

خالی زمین نماز کے لئے وقف کی جائے وہ بھی مسجد ہو جائیگی، اگرچہ یہ نہ کہا ہو اسے مسجد کیا۔ (اور فرماتے ہیں:)

اقول: (میں کہتا ہوں) بلکہ اگر نماز کے لئے وقف کرے اور اس کے ساتھ صراحۃً مسجد ہونے کی نفی کر دے مثلاً کہے میں نے یہ زمین نماز مسلمین کے لئے وقف کی مگر میں اسے مسجد نہیں کرتا یا مگر کوئی اسے مسجد نہ سمجھے، جب بھی مسجد ہو جائے گی اور اس کا یہ انکار باطل کہ معنی مسجد یعنی نماز کے لئے موقوف پورے ہو گئے اور مذہب صحیح پر اتنا کہتے ہی مسجد ہو گئی اب انکار مسجدیت لغو ہے کہ معنی ثابت از لفظ سے انکار یا وقف مذکور سے رجوع ہے اور وقف بعد تمامی قابل رجوع نہیں، اس کی نظیر یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بی بی کی نسبت کہے میں نے اسے چھوڑ اچھوڑا چھوڑا مگر میں طلاق نہیں دیتا کوئی اسے مطلقہ نہ سمجھے۔ طلاق تو دے چکا اب انکار سے کیا ہوتا ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد16، صفحہ 284،283، رضا فاؤنڈیشن: لاہور)

فتح القدیر و ردالمحتار و شرح الاشباہ للعلامۃ البیری میں ہے:"**الواجب ابقاء الوقف علی ما کان علیه دون زیادة اخری**"۔ یعنی وقف کو اپنی اصل حالت پر باقی رکھنا واجب ہے بغیر اس کے کہ اس پر کوئی دوسری زیادتی کی جائے۔

(فتح القدیر: کتاب الوقف، جلد5، صفحہ 58، مطبوعہ: مصر)

عالمگیری میں ہے:"**لا تجوز تغییر الوقف عن هیئته**"۔ یعنی وقف جائداد کی ہیئت کو تبدیل کرنا جائز نہیں۔

(فتاوی ہندیہ: کتاب الوقف، الباب الرابع فی المتفرقات، جلد2، صفحہ 441، دار لکتب العلمیہ: بیروت)

عقود الدریہ میں ہے:"**لا یجوز للناظر تغیر صیغة الواقف کما افتی به الخیر الرملی والحانوتی وغیرهما**"۔ یعنی وقف کے نگہبان کے لیے واقف کے صیغے کی تبدیلی جائز نہیں، جیسا کہ خیر رملی اور حانوتی وغیر ہما نے فتوی دیا ہے۔

(العقود الدریۃ: لا یجوز للناظر تغییر الوقف، جلد1، صفحہ 115، قندھار، افغانستان)

امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:"مسلمانوں کو تغییر وقف کا کوئی اختیار نہیں تصرف آدمی اپنی ملک میں کر سکتا ہے وقف مالک حقیقی جل وعلا کی ملک خاص ہے اس کے بے اذن دوسرے کو اس میں کسی تصرف کا اختیار نہیں۔

(فتاوی رضویہ، جلد16، صفحہ 233، رضا فاؤنڈیشن: لاہور)

فتاوی ہندیہ میں ہے:"**لو اتخذ مسجدا علی انہ بالخیار جاز الوقف و بطل الشرط۔۔۔و اذا جعل ارضہ مسجد و بناہ و اشھد ان لہ ابطالہ و بیعہ فھو شرط باطل و یکون مسجداً**"۔یعنی اگر کسی نے اس طور پر مسجد کیلئے جگہ وقف کی کہ اسے خیار حاصل ہے تو وقف صحیح اور شرط باطل ہے۔۔۔اور جب کسی نے زمین یا عمارت کو اس شرط پر مسجد قرار دیا کہ جب چاہے وقف کو باطل کر سکتا یا جگہ کو بیچ سکتا ہے اور اس پر لوگوں کو گواہ بھی بنالیا،تب بھی شرط باطل اور وقف صحیح ہو گا اور وہ جگہ مسجد ہو جائے گی۔

(الفتاوی الھندیۃ:کتاب الوقف،الباب الاول فی تعریفۃ ورکنہ وسببہ...اِلخ،جلد2،صفحہ 428،427،دار الکتب العلمیہ:بیروت)

امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

یہ زمین ایک بار ایک جہت کے لیے وقف ہو چکی ہے دوبارہ وقفیت کیونکر معقول کہ واقف کا وقتِ وقف مالکِ موقوف ہونا شرط وقف ہے ہمارے مذہب میں بالاتفاق اہل وقوف اس پر صحت وقف موقوف اور وقفِ بعد تمامی کسی کی ملک نہیں،تو پھر اصل واقف بھی اگر دوبارہ اسے وقف کرنا چاہے محض باطل ہو گا،نہ کہ زید و عمرو بلکہ حکم عام ہے،خواہ وقف دوبارہ جہت اُخریٰ پر ہو یا اسی جہتِ اولیٰ پر کہ **علی الاول تحویل باطل** ہے اور **علی الثانی تحصیل حاصل و الکل باطل۔۔۔لان الوقف لایوقف** (کیونکہ وقف کا دوبارہ وقف جائز نہیں)"

(فتاوی رضویہ،جلد9،صفحہ 467،رضافاؤنڈیشن:لاہور)

اور ایک جگہ فرماتے ہیں:"مقبرے کے لیے وقف تسلیم کر کے اس میں مدرسہ وغیرہ دوسرے مکان وقفی بنانے کو درست بتانا ظلم واضح وجہل فاضح ہے کہ اس میں صراحۃً تغیر وقف ہے اور وہ حرام ہے۔" (فتاوی رضویہ،جلد9،صفحہ 466،رضافاؤنڈیشن:لاہور)

اور فرماتے ہیں:ایک وقف جس غرض کے لئے وقف کیا گیا ہے اسی پر رکھا جائے اس میں تو تغیر نہ ہو مگر ہیئت بدل دی جائے مثلاً دکان کو رباط کر دیں یا رباط کو دکان،یہ (بھی) حرام ہے،نہ کہ سرے سے موقوف علیہ (ہی) بدل دیا جائے،(کہ) متعلق مسجد کو مدرسہ میں شامل کر لیا جائے یہ حرام ہے اور سخت حرام ہے۔ (فتاوی رضویہ،جلد16،صفحہ 233،232،رضافاؤنڈیشن:لاہور)

الجواب صحیح

أبو أطهر محمد أظهر العطاري المدني عفی عنه الباري

واللہ تعالی اعلم و علمہ جل مجدہ أتم و أحکم

کتبہ:ابو حمزہ محمد آصف مدنی غفر لہ

12 جمادی الاولیٰ 1441ھ 28 دسمبر 2020